اداریــــــــہ:

امام خمینی کی تحریک کے بنیادی مقاصد

انقلاب اسلامی ایران کے قائد عظیم الشان امام خمینی کی رحلت جانگداز کے بعد ایک طویل عرصہ گزر گیا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ملکوتی آواز آج بھی صرف ایران ہی نہیں بلکہ عالمی فضا میں گونج رہی ہے۔ غور طلب بات ہے کہ انہوں نے ایسا کون سا اہم کارنامہ انجام دیا ہے کہ انصاف پسند اور انسانیت دوست افراد کے قلب کی گہرائیوں میں ان کی یادوں نے اپنا گھر بنا لیا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ وہ اسلامی انقلاب کے رہبر تھے اس لئے ان کی یاد تازہ ہے تو بیسویں صدی میں رونما ہونے والے دیگر انقلابات کے قائدوں کو ایسی عظمت وفضیلت کیوں حاصل نہیں ہے؟ سرزمین ایران میں ہی بیسویں صدی کے اوائل میں ''انقلاب مشروطیت'' رونما ہوا لیکن اس کے قائدین کو اتنی اہمیت کیوں حاصل نہیں ہے۔ گذشتہ چند صدیوں کے دوران ایران کے علاوہ فرانس، روس اور ہمارے وطن عزیز ہندوستان میں بھی انقلابات رونما ہوئے لیکن ان انقلابات کی اہمیت وافادیت متعلقہ ملک کی جغرافیائی سرحدوں کے دائرہ میں محدود ہوکر رہ گئی لیکن ایران میں رونما ہونے والے اسلامی انقلاب اور اس کے قائد امام خمینیؒ نے ایک عالمی اور آفاقی حیثیت اختیار کر لی اور آج صرف ایرانی مسائل کے سلسلے میں ہی نہیں بلکہ مختلف عالمی مسائل ومعاملات میں پوری دنیا ایران کی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھ رہی ہے۔ آخر اس کا سبب کیا ہے؟ آخر انقلاب اسلامی ایران اور امام خمینی نے ایسا کون سا اہم کارنامہ انجام دیا ہے؟ کیا اسلامی انقلاب کے سایہ میں امام خمینی کوئی نئی شریعت لے کر آئے تھے؟ ان کی تحریک کا مقصد کیا تھا؟ آخر ایران نے ایسا کون سا قصور کیا ہے کہ عالمی سامراج اس کی مخالفت پر کمربستہ ہے؟ اور عالمی سامراج کی مثالی عداوت، مہلک سازشوں کی بھرمار اور طویل المدت جنگ کے بعد بھی وہ کونسی طاقت ہے جس نے ایران کو اپنے موقف پر اٹل اور ثابت قدم رکھا ہے اور اپنی اسی مثالی طاقت کے سہارے آج ایران دنیا کی اکلوتی بڑی طاقت یعنی امریکہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر عالمی مسائل میں اپنے انفرادی نظریہ کو اعلان کرنے میں ذرہ برابر ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا۔ گذشتہ ۳۰ سالہ امریکی اقتصادی ناکہ بندی اور عالمی سیاسی، اقتصادی اور معاشی دباؤ کے باوجود

ایران مطمئن اور دنیا حیران کیوں ہے؟

درحقیقت امام خمینیؒ اور ان کے اسلامی انقلاب کی روز افزوں مقبولیت کا راز تلاش کرنے والوں کو اس تحریک اور اس کے اغراض ومقاصد کا بھرپور مطالعہ کرنا چاہئے جس کے نتیجے میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجائے گی کہ اس انقلاب کا مقصد حقیقی اسلام محمدی کا احیاء ہا ہے جس کے سایہ میں الٰہی قدروں کی ترویج اور فکری بیداری کو عمومی حیثیت سے مالامال کرنا ہے۔ اس انقلاب نے اونچے اور وسیع محلوں کے بجائے قربت الٰہی کو مرکزی حیثیت اور مقصدِ حیات قرار دیا ہے۔ اس انقلاب کے سایہ میں مرد وعورت ایک دوسرے کے مخالف نہیں بلکہ ایک دوسرے کی تکمیل کا ذریعہ ہیں۔ اس انقلاب نے اقتصاد کو مقصد حیات نہیں بلکہ زندگی بسر کرنے کا وسیلہ قرار دیا ہے۔ ظاہری ترک بھڑک اور رعنائیوں کے مقابلے میں سادگی کو ترجیح دی ہے دین اور سیاست کو ایک دوسرے سے الگ نہیں بلکہ ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم قرار دیا ہے ۔اس انقلاب نے تمام لوگوں کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کیا ہے کہ خداوند عالم نے ہر انسان کو آزاد خلق کیا ہے۔ کسی کو کسی پر حکومت کرنے کا حق حاصل نہیں ہے بلکہ ہر آدمی کو اپنے جملہ اعمال وافعال کے لئے بارگاہ خداوندی میں جوابدہ ہونا ہے کیونکہ حاکمیت مطلقہ صرف خدا کو حاصل ہے اور اس نے اپنے آسمانی صحف کے قالب میں دنیائے بشریت کو راہ مستقیم پر قائم رکھنے کے لئے تمام قوانین بیان کردئے ہیں اور الٰہی واسلامی تعلیمات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اسلام نے اپنی ذات کے مقابلے میں مقصد کو زیادہ عزیز رکھنے کی تعلیم دی ہے اور ذات ومقصد کے درمیان ٹکراؤ کی صورت میں اپنی ذات کو اپنے پیروں کے نیچے دبا کر مقصد کی حفاظت کرنی ہے۔ مختصر لفظوں میں امام خمینیؒ اور ان کے اسلامی انقلاب کا بنیادی مقصد حقیقی اسلام محمدی کو مسلمانوں کی عملی زندگی میں رائج کرنا اور خداوند عالم کی لازوال طاقت پر مسلمانوں کے ایمان واعتقاد کو مستحکم بنائے رکھنا ہے ۔ان کی نظر میں صبح سے شام تک سیکڑوں مرتبہ ''اللہ اکبر'' کی تکرار کرنے والا مسلمان اللہ کی لازوال طاقت کے سامنے کسی دنیوی طاقت کی عظمت کو کیسے تسلیم کرسکتا ہے! جس امت اسلامیہ عالم کے پاس اس کے پیغمبرعظیم الشان حضرت محمدؐ جیسا ''اسوۂ حسنہ'' اور قرآن جیسی عظیم الٰہی کتاب موجود ہواس کو کسی مغربی یا دیگر مشرقی مفکر کے نام نہاد دانشورانہ پیغامات کی کیا ضرورت ہے؟ جس انسان کی زندگی کا دامن ایمان کی دولت سے بھراہوا اس کی نگاہ میں زر و جواہر'' حتام دنیوی'' ہیں اور سنہرے سکوں کی ترک بھڑک سے اس کے ایمان میں

لغزش کا امکان نہیں ہوا کرتا۔'' قولوا لا الہ الاّ اللہ'' جیسے الٰہی نعرے سے وابستہ امت محمدیہ کی نگاہ میں خود ساختہ خداؤں کی کوئی اہمیت نہیں ہوا کرتی اور خانہ خدا کی طرف منہ کرکے نماز ادا کرنے والے مسلمان کی نظر میں دوسرے سرخ وسفید محلوں کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

جی ہاں ! پیغمبر اکرمؐ کی حیات طیّبہ کے دوران اور ان کی رحلت کے بعد ان کے اصحاب و اہلبیت کی قیادت ورہنمائی کے سایہ میں مذہب اسلام کی حیرت انگیز مقبولیت نے اسلام دشمن طاقتوں پر غیر معمولی بوکھلاہٹ اور سازشانہ غلط فہمی طاری کردی تھی اور ۶۱ھ میں نواسۂ رسول حسینؑ مظلوم اور ان کے اصحاب وانصار کی شہادت اسی سازشانہ غلط فہمی کا نتیجہ تھی ورنہ یہ کیسے یقین کیا جا سکتا ہے کہ ابھی پیغمبر کا کفن بھی میلا نہیں ہوا تھا اور ان کے کلمہ گو ان کے عزیز ترین نواسے کو بھول جائیں جی نہیں ! لوگ امام حسینؑ کو نہیں بھولے تھے بلکہ خلافت کو ملوکیت میں تبدیل کرنے والی اسلام دشمن طاقت نے ''حسینی انقلاب'' کو بغاوت کا نام دیدیا تھا۔ بہرحال اسلام دشمنی کا یہ سلسلہ واقعہ کربلا کے بعد بھی جاری رہا اور عالمی سامراج نے گذشتہ چودہ صدیوں کے دوران اسلام کو اتنے فرقوں میں تقسیم کردیا کہ اصل اسلام محمدی کی شناخت ممکن نہ رہ جائے اور امت اسلامیہ قرآن اور شریعت اسلامی سے اتنی دور ہوجائے کہ جو کتاب دنیائے بشریت کی ہدایت کیلئے نازل ہوئی تھی وہ بیش قیمت غلاف میں لپیٹ کر گھر کے اندر ایک بلند جگہ پر رکھدی جائے اور اگر کبھی کوئی خاص موقع آئے تو اس کے غلاف کو بوسہ دیکر اطمینان حاصل کرلیا جائے اور یہ معلوم کرنے کی کوشش بھی نہ کی جائے کہ اس کتاب میں کیا لکھا ہے جبکہ ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ کتاب درحقیقت اسلام کا Constitution ہے۔ یہ عالمی سامراج کی خوفناک سازش کا ہی نتیجہ ہے کہ اسلامی مکاتب اور مدارس کو حقارت کی نگاہوں سے دیکھا جانے لگا اور ان درسگاہوں سے فارغ التحصیل افراد کو ملاّ قرار دیتے ہوئے اس کے اختیار کو مسجد کی چہار دیواری کے اندر محدود کردیا گیا اور ثقافتی وتہذیبی برہنگی کے ذریعہ اسلامی حجاب کا مذاق اڑایا جانے لگا اور ترقی کے نام پر عورتوں کے سرسے ان چادروں کو چھین کر انہیں بے پردگی پر مجبور کیا جانے لگا۔ تحریک نسوانیت کے ذریعہ عورتوں کو مردوں کا مخالف کہا جانے لگا اور جس عورت کو خداوند عالم نے افزائش نسل انسانی کا وسیلہ بنا کر بھیجا تھا اس کو ہوس پرستوں کا کھلونہ بنادیا گیا۔

ایسے ناگفتہ بہ اور اسلام دشمن ماحول میں جب امام خمینیؒ نے ۱۹۶۳ء میں ایران کی شاہی حکومت کی بدعنوانیوں کے خلاف آواز بلند کی تو ان کی اسلامی تحریک اور اسلامی بیداری کو دوبارہ

غفلت سے ہمکنار کرنے کے لئے ظالمانہ راہ وروش کا بازار گرم کردیا گیا اور رہبر انقلاب امام خمینی کو گرفتار پھر جلاوطن کردیا گیا۔ امام خمینی نے جلاوطنی کے دوران مصائب وآلام کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اپنے نوجوان فرزندشہید مصطفیٰ خمینی کی دردناک شہادت کو بارگاہ عالیہ خداوندی میں الٰہی امانت کی واپسی سے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا کہ عظیم مقصد عظیم قربانیوں کا متقاضی ہوا کرتا ہے۔ بہر حال ان کی ناموجودگی میں ان کے ہم خیال علماء نے اسلامی تحریک کی آبیاری کا کام جاری رکھا اور وہ مبارک وقت بھی آگیا جب امام خمینی یکم فروری ۱۹۷۹ء کو وطن واپس آگئے اور دنیا نے ملت ایران کی جانب سے ان کے مثالی استقبال کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ دس روز کی مسلسل کوشش بارآور ثابت ہوئی اور کسی خون خرابہ یا قتل وغارتگری کے بغیر ۱۱ رفروری ۱۹۷۹ کو اسلامی انقلاب نے عظیم الشان کامیابی حاصل کرلی اور امام خمینی نے ملک وملت کی تعمیر وترقی کا کام شروع کردیا۔ انہوں نے اپنے اقوال واعمال کے ذریعہ اسلامی تعلیمات کی ترویج کا کام چھیڑدیا چنانچہ ملک کے تعلیمی نظام کوحقیقی اسلام سے آشنا اور ہم آہنگ کرنے کے لئے جب انہوں نے تعلیمی اداروں میں ایک سال کی تعطیل کا اعلان کیا تو مغربی خبر رساں ادارہ کے نمائندہ نے کہا کہ آپ نے ایران کو ترقی کے پچاس سال پیچھے ڈھکیل دیا۔ امام خمینی نے جواب دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ میں تو اسے چودہ سو سال پیچھے لے جانا چاہتا ہوں۔''

جی ہاں ! امام خمینی زندگی بھر اسلامی تعلیمات کی ترویج وبقا میں سرگرم عمل رہے۔ جب اسلام دشمن طاقتوں کو یہ اندازہ ہوگیا کہ اپنے غیر اسلامی مشن میں امام خمینی کی زندگی میں وہ کامیاب نہ ہوں گے تو فرانسیسی اخبار کے نمائندے نے ان سے کہا کہ جس اسلامی انقلاب کے ذریعہ آپ نے ایرانی زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام کی عملی موجودگی کا سلسلہ شروع کررکھا ہے آخر آپ کے بعد یہ کام کون انجام دے گا۔ آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے انقلاب میں شخصیت پرستی کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اس انقلابی درسگاہ کی آغوش تربیت میں پلنے والا ہر شخص آنے والے وقت میں خمینی ہوگا۔

سردست امام خمینی کے سفر آخرت کی ۲۰ ویں برسی کا وقت آگیا اور دنیا دیکھ رہی ہے کہ ہر ایرانی اپنے قائد کی قیادت ورہنمائی کے سایہ میں اسلامی انقلاب کوشہیدوں کے خون کا عطیہ اور گرانقدر الٰہی امانت قرار دیتا ہے اور ہر شخص کسی بندہ خدا کی نہیں بلکہ خداوند عالم کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے میں لگاہوا ہے۔حکومت کو عوام کا بھرپور اعتماد حاصل ہے جس پر بھروسہ کرتے ہوئے اسلامی جمہوریہ

ایران تائید الٰہی کے سایہ میں روز افزوں ترقی حاصل کررہا ہے ۔ اگر یہ ترقی کرشمۂ الٰہی نہیں تو اور کیا ہے کہ دنیا کی تمام بڑی طاقتوں کی خفیہ اور اعلانیہ مخالفتوں کے باوجود ایران حقیقی 'راہ اسلام'' پر گامزن ہے ۔

جی ہاں ! اس وقت حقیقی اسلام محمدی اور امریکی اسلام کے درمیان فرق کرنا لازمی ہے۔ حقیقی اسلام ہمیشہ انسان دوستی اور عظیم اخلاقی محاسن کا علمبردار رہا ہے۔ حقیقی اسلام دنیا کے ہر انسان کو حامل روح الٰہی قرار دیتا ہے اور اپنے پیروکاروں سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ہر انسان کا احترام کریں کیونکہ اس کے جسم میں خدا کی روح ہے اور انسان شناسی کے مرحلہ سے گزرنے کے بعد خود شناسی کی منزل آتی ہے جس کو دانشوروں نے ''خودی'' کا نام دیا ہے اور اس کے اسرار ورموز بھی بیان کئے ہیں۔ جب اسلامی شریعت کی پیروی کرنے والا ان دو اہم مرحلوں کو پارکرلیتا ہے تب خداشناسی اور معرفت خداوندی کی منزل آتی ہے جس کو حاصل کرنے کے بعد مرد عارف پوری دنیائے بشریت کو'' عیال اللہ'' سمجھنے لگتا ہے ۔ امام خمینی اسی مکتب فکر کے مبلغ اور پیرو تھے اور زندگی بھر حقیقی ''راہ اسلام'' پر گامزن رہے۔ ان کی خدمت میں ہدیۂ عقیدت پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے اقوال واعمال کے ذریعہ 'راہ اسلام'' کی پیروی اور تبلیغ واشاعت میں سرگرم رہیں اور کسی بندہ خدا کی نہیں بلکہ خدائے وحدہٗ لاشریک کی رضا وخوشنودی کو مقصد حیات قرار دیں۔ والسلام